وفاق المدارس العربیہ پاکستان

قیام، استحکام اور توسیع کے لئے اکابرین کی جدوجہد

(قسط دوم)

تحریر: مولانا عبدالمجید مدظلہم
ناظم مرکزی دفتر وفاق المدارس

وفاق کی بقاء اور فعالیت......

جیسا کہ ہر ادارے اور تنظیم کو ابتدائی طور پر اپنا وجود برقرار رکھنے میں زیادہ مشکلات کا سامنا ہوتا اور مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے سخت محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اکابرین نے کچھ عرصہ کے لئے وفاق سے یکسوئی اختیار کرلی تھی۔ ان کی سرپرستی حاصل کرنے کی غرض سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریسؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ پر مشتمل ایک وفد نے ان حضرات سے ملاقات کی۔

مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ 15 شعبان المعظم 1382ھ مطابق 12 جنوری 1962ء میں بھی اس وقت کے حالات کے پیش نظر وفاق کو موثر بنانے پر غور و فکر کیا گیا اور قرار پایا کہ:

کتب نصاب کی درجہ بندی، قواعد وضوابط اور ہدایات کی پابندی اس وقت تک نہیں ہوسکتی اور مدارس کی اصلاح اور تعلیم کا معیار اس وقت تک بلند نہیں ہوسکتا، جب تک کہ خود صدر و ناظم وفاق اور ذی اثر اراکین عاملہ ملحقہ مدارس میں دورے کر کے طلبہ خصوصاً مدرسین کو ان پابندیوں کے فوائد ومنافع نہ سمجھائیں اور وقتاً فوقتاً ان کی نگرانی کریں۔ اس لیے آئندہ صدر و ناظم اور مقتدر اراکین عاملہ اپنے اپنے قریبی زیر اثر مدارس فوقانی و وسطانی کی نگرانی واصلاح اپنے ذمہ لیں اور خود کو اس ذمہ داری کے لیے مسئول سمجھیں۔ ان حضرات کا وفاق کے کاموں کو ثانوی درجہ دینا اور تبرع کے درجہ میں سمجھنا اور اس کے باوجود وفاق کی کامیابی واستحکام کی توقع رکھنا ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا، لہذا صدر و ناظم واراکین عاملہ ایسے فعال قسم کے حضرات انتخاب کرنے چاہئیں، جو علمی عظمت کے اعتبار سے ذی اثر ہونے کے ساتھ ساتھ وفاق کے بقاء اور استحکام کو عملی طور پر اپنا فرض منصبی اور کم از کم دوسری ذمہ داریوں کے مساوی سمجھیں۔

بعض اکابرین جو وفاق سے یکسو ہو گئے تھے بالآخر مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 3 جمادی الاولیٰ 1383ھ مطابق 22 ستمبر 1963ء میں یہ حضرات تشریف لائے اور وفاق کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا ۔حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے ان کے تحفظات کی درج ذیل وضاحت فرمائی:

وفاق نے اپنے ڈھانچہ کی تشکیل اور قواعد وضوابط کی تجویز میں ہرگز ہرگز کسی سیاسی یا تعلیمی، سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ اور مروجہ دفتری نظم کی نقالی نہیں کی، بلکہ جو کچھ ہے وہ محض حقیقی ضرورت پر مبنی اور انتہائی خلوص اور اتحاد و اتفاق کی اساس پر قائم ہے۔قانون ساز بھی وہی ہیں اور قانون کی پابندی کرنیوالے بھی وہی ہیں۔ایک حقیقی دینی مقصد کے حصول کیلئے بطور احتساب نفس قانون بناتے ہیں اور پھر خود جمع ہو کر اپنی پابندیوں کا جائزہ لیتے ہیں، اور کوتاہیوں پر خود اپنے نفس کو ملامت اور زجر وتوبیخ کرتے ہیں۔اس لئے وفاق کا قانون چائے کی پیالیوں پر آج تک نہیں بکا اور نظم امتحان میں ذرہ برابر رخنہ اندازی نہ ہوسکی۔طرفداری کا الزام اپنے پرائے کسی کی زبان پر آج تک نہ آسکا۔قانون چائے کی پیالیوں پر وہاں بکتے اور ٹوٹتے ہیں جہاں قانون بنانے والے اور ہوتے ہیں۔اور جن کیلئے قانون بنایا جاتا ہے وہ اور ہوتے ہیں۔مدارس ملحقہ وفاق تو خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ کا مصداق اور حقیقی معنی میں مظہر وفاق ہیں۔

علاوہ ازیں کیا تقریباً تمام بڑے بڑے مدارس عربیہ دینیہ میں منتظمہ کمیٹیاں، مہتمم، ناظم، خازن، دفتر، محرر دفتر، محصل چندہ بلکہ علیحدہ علیحدہ شعبوں کے علیحدہ ناظم اس وقت موجود نہیں ہیں؟ مسلمانوں کی سب سے بڑی دینی اور مرکزی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے ادارہ اہتمام کا ہی جائزہ لے لیجئے اور کیا مدارس اپنی آمدنیوں میں سے ان تمام منتظمین کو تنخواہ نہیں دیتے؟ اور کیا ان مدارس میں امتحانات کے قواعد وضوابط نہیں ہیں؟ کامیاب و ناکام درجہ علیا، وسطیٰ، ادنیٰ، کے معیار مقرر نہیں ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب یقیناً اثبات میں ہے۔تو جیسے ہر بڑے مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی ہے۔مجلس شوریٰ ہے۔مہتمم و ناظم وغیرہ انتظامی عہدیدار ہیں۔قواعد وضوابط میں انکی نگرانی ہے اور وہ محض حقیقی ضرورت کی بنیاد پر مبنی ہے اس کو کسی کی نقالی نہیں کہا جاسکتا۔اسی طرح تمام مدارس ملحقہ کا ایک تنظیمی ادارہ ہے جس کا نام وفاق ہے اس کے تنظیمی ڈھانچہ کو بھی کسی کی نقالی نہیں کہا جاسکتا، وفاق کے مصارف کو پورا کرنے کیلئے ہر مدرسہ اپنی آمدنی میں ۸ فی سینکڑہ اسی طرح دیتا ہے جب اپنے مدرسہ کے مہتمم، ناظم، محصل چندہ دفتر اور دوسرے انتظامی شعبہ کے ملازمین کی تنخواہیں دیتا ہے۔اگر یہ جائز اور مدرسہ کی آمدنی کا ناگزیر مصرف ہے تو وہ بھی یقیناً جائز اور مدارس کی آمدنی کا صحیح مصرف ہے۔

اراکین وفاق کی اس مخلصانہ اور مدلل وضاحت سے حضرات بالکل مطمئن ہو گئے اور وفاق کی تمام عملی

سرگرمیوں میں حصہ لینے اور ہر ممکن امداد بہم پہنچانے کا از سر نو عزم مصمم کیا۔

اجلاس مجلس عاملہ منعقدہ 24 جمادی الاخریٰ 1388ھ مطابق 1968ء اور اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ 25 جمادی الاخریٰ 1388ھ مطابق 1968ء میں صدر وفاق حضرت مولانا خیر محمدؒ کا استعفیٰ پڑھ کر سنایا گیا، جو کہ انہوں نے اپنی علالت کی وجہ سے پیش کیا تھا۔ جسے غور وفکر کے بعد نامنظور کیا گیا۔ اس موقع پر ایک مرتبہ پھر وفاق کی بقاء پر غور وخوض کیا گیا اور طے ہوا کہ وفاق کو ہر صورت قائم ودائم اور جاری وساری رکھنا چاہیئے۔ وفاق کی فعالیت سے متعلق ایک نو رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی، جو کہ درج ذیل ہے:

حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا محمد ادریسؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا عبداللہ رائیپوریؒ، حضرت مولانا حبیب اللہ رشیدیؒ، حضرت مولانا سیاح الدینؒ۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے وقت ابتر ملکی حالات سے تمام ادارے متاثر ہوئے۔ اسی طرح وفاق المدارس پر بھی کچھ عرصہ کے لئے سکوت کی کیفیت طاری رہی، حتیٰ کہ اس عرصے میں وفاق کے امتحانات کا انعقاد بھی نہ ہوسکا۔ تاہم اکابرین نے اپنی فہم وفراست کے ساتھ وفاق کو ہر قیمت اور ہر صورت میں قائم اور فعال رکھنے کا بیڑہ اٹھایا۔ چنانچہ مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 3 ربیع الاول 1393ھ/1973ء میں یہ قرارداد پاس کی گئی کہ ''وفاق کو موثر طریق سے باقی رکھا جائے''۔ اسی اجلاس میں یہ بھی طے ہوا کہ ایک مطبوعہ اعلان مدارس کی طرف ارسال کیا جائے، جو مدارس وفاق میں نہیں ہیں انہیں توجہ دلائی جائے کہ جلد از جلد اس تنظیم میں شمولیت اختیار کریں۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ 1980ء میں جب وفاق کے ناظم اعلیٰ بنے تو انہوں نے وفاق کے اغراض ومقاصد کی روشنی میں خالصتاً تعلیمی طرز پر کام کرنے پر زور دیا، اور وفاق کے قواعد وضوابط کی پاسداری کو مدارس اور وفاق کی ترقی کا مظہر قرار دیا۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے سعی فرمائی۔ وفاق کے دائرہ میں وسعت کے لئے پورے ملک کے مدارس کے دورے کیے اور وفاق کے ساتھ الحاق پر آمادہ کیا۔ ان کی قیادت میں وفاق کے تحت تمام درجات کے امتحانات کا انعقاد شروع ہوا۔ وفاق کی سند کو حکومتی سطح پر تسلیم کرانے کے لئے ابتداء ہی سے اکابرین نے کوشش فرمائی، بالآخر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں یہ جد وجہد بارآور ثابت ہوئی اور وفاق کی سند (شہادۃ العالمیہ) مساوی ایم اے عربی وایم اے اسلامیات تسلیم کر لی گئی۔ یہ اسی محنت کا ثمرہ ہے کہ آج وفاق کے فضلاء مختلف شعبہ ہائے زندگی میں علماء حق کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنی دینی وملی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے وفاق کی ترقی واستحکام کے لئے اسے غیر سیاسی رکھنا ضروری سمجھا۔

چنانچہ اجلاس منعقدہ 21 جمادی الاخریٰ 1406ھ مطابق 3 مارچ 1986ء کو دستور کی دفعہ نمبر 4 ضابطہ کار میں یہ ترمیم کی گئی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ایک خالص تعلیمی اور غیر سیاسی تنظیم ہوگی۔ اس کا کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور وفاق بحیثیت وفاق نہ کوئی سیاسی موقف اختیار کرے گا، نہ ملکی سیاست کے کسی مسئلے میں اظہار رائے کرے گا اور نہ ہی اس بارے میں ملحق مدارس و جامعات کو کوئی ہدایت جاری کرے گا۔ الحمد للہ! حضرت نے اپنے پورے عرصہ قیادت میں وفاق کے اغراض و مقاصد و قواعد و ضوابط کو مقدم رکھا اور اس کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں، اور ہر موقع پر پوری قوت کے ساتھ اس کا تحفظ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج وفاق عالمی سطح پر ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ جملہ مدارس اس کے تحت یکجا ہیں اور اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم 1998ء سے وفاق کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے وفاق کے دفتری نظم کو جدید خطوط پر منظم کیا۔ ہر فورم پر وفاق کا مقدمہ پروقار اور مدلل انداز میں پیش کیا۔ مدارس اور وفاق کے تحفظ کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہے اور اس سلسلہ میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ بالخصوص نائن الیون کے بعد اور پھر سانحہ پشاور کے بعد مدارس دینیہ کو جس کٹھن دور کا سامنا کرنا پڑا، اس کڑے وقت میں اہل مدارس اور دیندار طبقہ کی درست سمت میں راہنمائی فرمائی اور پوری قوت و توانائی کے ساتھ مدارس اور وفاق کے تحفظ و بقاء کے لئے جو خدمات انہوں نے انجام دی ہیں وہ وفاق کی تاریخ کا درخشاں باب ہے۔

مدارس بنات کا الحاق......

مدارس میں بنات کی تعلیم کا سلسلہ تو کافی پہلے سے شروع ہو چکا تھا تاہم ان مدارس بنات کو بھی ایک نظم کے تحت لانا ضروری تھا۔ چنانچہ اکابرین کی دوررس نگاہوں نے امر کا بروقت ادراک کیا اور مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ یکم جمادی الاخریٰ 1402ھ مطابق 27 مارچ 1982ء میں یہ مستحسن فیصلہ کیا گیا کہ مدارس البنات کا سردست وفاق سے الحاق کیا جائے۔

الحاق کے لئے معائنہ کی شرط اور مدرسہ کا معیار......

وفاق کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ مدارس کے الحاق کے ساتھ مدارس کا نظام بہتر بنانے پر بھی توجہ دی گئی۔ معیار کی بہتری کے لئے مسلسل کوششیں ہوتی رہیں۔ اس سلسلہ میں پہلی مرتبہ عاملہ کے اجلاس منعقدہ 19 ذیقعدہ 1402ھ مطابق 8 ستمبر 1982ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ اس وقت تک مدارس کا الحاق نہیں کیا جائے گا جب تک وفاق کا نمائندہ اس مدرسہ کو دیکھ نہ لے۔ اسی طرح اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ 2 ذیقعدہ 1418ھ مطابق 2

مارچ 1998ء میں یہ ضابطہ طے ہوا کہ الحاق کے رکن عاملہ یا صدر وفاق کے کسی نامزد معتمد کا معائنہ وسفارش ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ 11، 12، 13 شعبان 1401ھ مطابق 14، 15، 16 جون 1981ء میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ناظم اعلیٰ) نے فرمایا کہ وفاق میں شمولیت کے لئے مدرسہ کا معیار یعنی طلبہ کی تعداد متعین کرنا ضروری ہے۔ تاکہ بے کار اور خود غرض لوگ اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ آئندہ اس سلسلہ میں اہتمام کیا جائے اور مدارس کے معائنے کے وقت ان کے تفصیلی کوائف سامنے لائے جائیں اور بغیر دل شکنی اور دل آزاری کے بے لاگ رپورٹ مرتب کی جائے۔

یہ بھی طے ہوا کہ جن مدارس کے بارے میں مصدقہ طور پر یہ معلوم ہو کہ امتحان میں گڑبڑ کی ہے یا ان کا وجود ہی نہیں ہے، وفاق ان کا الحاق ختم کرے اور اس کی تشہیر کر دی جائے۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر اب تک وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اس پر عملدرآمد ہوتا رہتا ہے۔

اجلاس مجلس عاملہ منعقدہ 6 صفر المظفر 1406ھ مطابق 21 اکتوبر 1985ء بمقام دارالعلوم فیصل آباد میں یہ بات طے ہوئی کہ جو مدارس وفاق سے الحاق کے باوصف، وفاق کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور وفاق کے تحت ہونے والے امتحانات میں شریک نہیں ہو رہے، انہیں ایک مقررہ میعاد تک وفاق کے امتحانات میں شمولیت کے لئے لکھا جائے۔ اگر مقررہ عرصہ میں امتحان کے لئے تیار نہیں ہوسکتے تو انہیں خارج کر دیا جائے۔

مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 8 ذیقعدہ 1416ھ مطابق 28 مارچ 1996ء میں یہ بات زیر غور آئی کہ وفاق سے ملحق بعض ادارے ایسے ہیں جن کے طلبہ وفاق کے کسی امتحان میں شریک نہیں ہوتے اور ان مدارس کی کارگزاری بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس بارے میں طے ہوا کہ ارکان عاملہ اپنے اپنے علاقوں میں ان مدارس کا دورہ کریں، جن مدارس کی کارگزاری صحیح نہ ہو تو ان کے متعلق تفصیلی رپورٹ دیں تاکہ عاملہ کے اجلاس میں ایسے مدارس کے الحاق کے ختم ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے۔ اجلاس منعقدہ 15 ربیع الاول 1417ھ مطابق یکم اگست 1996ء میں ایسے اداروں کا الحاق ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

اجلاس منعقدہ 7 ربیع الاول 1419ھ مطابق 2 جولائی 1998ء میں بھی یہ بات زیر غور آئی کہ بعض ملحقہ مدارس کسی معقول عذر کے بغیر وفاق کے امتحانات میں شرکت نہیں کرتے۔ چنانچہ طے کیا گیا کہ جو مدرسہ کوئی معقول عذر بتائے بغیر وفاق المدارس کے امتحانات میں مسلسل تین سال تک شرکت نہیں کریگا اس کا الحاق ختم کر دیا

جائیگا کیونکہ بقاءِ الحاق کے لیے امتحانات میں شرکت ضروری ہے اور جس سال کوئی مدرسہ کسی عذر کی وجہ سے امتحانات میں شریک نہیں ہوتا تو اسے اسی سال عذر کی اطلاع وفاق کو دینا ضروری ہے۔

سرکاری امداد نا قابل قبول......

اکابرین وفاق نے ابتدائے وفاق سے ہی دینی مدارس کے لئے سرکاری امداد کو ممنوع قرار دیا تھا۔

مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 3 ربیع الاول 1382ھ مطابق 15 اگست 1962ء میں محکمہ اوقاف کی طرف سے مجوزہ نصاب تعلیم اور مالی امداد کی پیش کش پر غور وخوض ہوا۔ طے ہوا کہ اس طرح کے نصاب کو مدارس عربیہ میں ہرگز جاری نہ کیا جائے اور نہ ہی محکمہ اوقاف کی امداد قبول کی جائے بلکہ توکل علی اللہ حسب سابق اپنی دینی خدمات جاری رکھی جائیں۔

اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ 13 شعبان المعظم 1401ھ مطابق 30 نومبر 1980ء میں حکومت سے زکوٰۃ کی وصولی کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ طے ہوا کہ وفاق سے ملحق تمام مدارس یہ رقم وصول نہ کریں اور جن مدارس نے رقم لی ہے وہ یہ رقم واپس کردیں۔

اجلاس منعقدہ 11 رجب المرجب 1422ھ مطابق 29 ستمبر 2001ء میں حکومت کی طرف سے مدارس کے لئے مالی امداد پر غور وخوض کیا گیا اور قرار پایا کہ دینی مدارس کا اصل سرمایہ استغناء اور توکل علی اللہ ہے، ہم حکومت کی کسی مالی پیش کش کی وجہ سے اپنے اصل سرمایہ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

اسی طرح 2003ء میں وفاقی وزارت تعلیم کی طرف سے مختلف مسالک کے تعلیمی وفاقوں سے ملحق مدارس کو مالی امداد کی پیش کش کی گئی۔ جس کی علت غائیہ مدارس کی آزادی کو سلب کرنا اور ان کے نظام تعلیم کو مفلوج کرنا تھا تاکہ مدارس کے نظام تعلیم کو سیکولر نظام تعلیم میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ 22 شعبان 1424ھ مطابق 20 اکتوبر 2003ء میں متفقہ طور پر اس پیش کش کو مسترد کر دیا گیا اور طے ہوا کہ چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سمیت وفاق سے ملحق جو مدرسہ بھی سرکاری امداد قبول کرے گا یا سرکاری مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کی رکنیت اختیار کرے گا اس کا وفاق سے الحاق ختم کر دیا جائے گا۔

اس موقع پر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر وفاق نے فرمایا کہ سرکاری امداد قبول کرنے کی ہمارے ہاں کوئی گنجائش نہیں۔ قبل ازیں سرکاری سطح پر کیے جانے والے ایسے تمام اقدامات جن میں ترغیب وترہیب شامل ہیں، ہم نے مسترد کردیے۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کو کمزور یا بے اثر کرنے کی مخالفانہ سرکاری کوششوں کا مقابلہ اب تک ''وفاق'' نہایت جرأت ودانشمندی سے کرتا چلا آرہا ہے۔ چنانچہ ایسے ہر محاذ پر حکومت کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ ان شاء اللہ اب بھی حکومت مدارس عربیہ کے نظام تعلیم اور ان کی حریت واستقلال کو مضمحل

کرنے میں کامیاب نہ ہوگی۔

قومی کمیٹی برائے دینی مدارس، ماڈل دینی مدارس، مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کا حکومتی منصوبہ......

مورخہ 15 ربیع الثانی 1401ھ مطابق 21 فروری 1981ء کو وزارت تعلیم کے مجوزہ منصوبہ پر غور کرنے کے لئے مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ منعقد ہوا۔ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر سرپرست وفاق حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم اعلیٰ وفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خصوصی شرکت فرمائی۔

دینی مدارس کی سرگرمیوں کی نگرانی، جائزہ اور ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے وزارت تعلیم کی طرف سے ایک قومی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، اس سلسلہ میں رابطہ وانتظام کے لئے ضروری ڈھانچہ وزارت مذہبی امور نے فراہم کیا۔ چنانچہ مجوزہ منصوبے کا مفصل جائزہ لینے کے بعد اسے مسترد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس سلسلے میں ایک جامع قرارداد پاس ہوئی، جو کہ درج ذیل ہے:

مدارس عربیہ کے نصاب ونظام تعلیم کی فلاح واصلاح کے سلسلہ میں جن مقاصد کے تحت قومی کمیٹی برائے دینی مدارس قائم ہوئی، اس کمیٹی میں شامل مسلک دیوبند کی ترجمانی اور وفاق المدارس العربیہ کی نمائندگی کرنے والے فاضل ارکان نے کمیٹی کے آغاز سے سفارشات کی تکمیل تک کمیٹی کے ساتھ بھرپور اور موثر تعاون کیا۔ مگر اس پورے عرصہ میں ارکان نے یہ جدوجہد کی کہ ایک طرف مدارس عربیہ کے نصاب کی نہایت فاضلانہ اور جامع حیثیت بھی مجروح نہ ہونے پائے جو آگے چل کر فارغ التحصیل ہونے والے علماء کے رسوخ فی الدین، تعمق اور علمی صلاحیتوں پر اثر انداز ہو، دوسری طرف موجودہ دور کی تعلیمی سندات اور ڈگریوں سے معادلہ کے ضمن میں عصری علوم ومضامین میں سے جو نہایت لازمی اور ضروری ہوں ان کو شامل نصاب کرنے پر اکتفا کیا جائے۔

اس کے ساتھ ان ارکان کا یہ غیر متزلزل موقف بھی رہا کہ مجوزہ اصلاحی اقدامات سے کوئی بھی ایسی صورت ان مدارس کے لئے ناقابل برداشت ہوگی جس سے ان مدارس کی خود مختار حیثیت اور آزادی مجروح ہو اور صدیوں سے آزمودہ طریقہ کار میں رخنہ پڑے کیونکہ ایسی کوئی بھی مداخلت آگے چل کر مدارس کے اصل دینی مقاصد ، روحانی اور اخلاقی تربیت، تعلیمی روح اور ڈھانچہ کو درہم برہم کر کے رکھ دے گی۔ کمیٹی کے سامنے جب مدارس کے اصلاحی وتنظیمی اور نصابی امور کے بارے میں ایک خود مختار ادارے کی تشکیل کا مسئلہ آیا تو ہمارے ان فاضل ارکان میں حکومتوں کے عمل دخل سے آزاد رکھنے کی خاطر اس بورڈ کی تشکیل کے بارے میں اپنا متبادل خاکہ پیش کیا جو ہمارے لیے نہایت ناگزیر تھا۔ مگر اسے نظر انداز کیا گیا اور اسے بہت معمولی اور خفیف ثابت کرنے کے لیے ہمارے ارکان

کے متفقہ اختلافی نوٹ کی بجائے ایک رکن کے وضاحتی نوٹ کی صورت میں رپورٹ کے آخر میں شامل کیا گیا۔ ان ارکان کا موقف کسی علمی تنگ نظری یا جمود اور عصر حاضر کے ضروری مضامین اور علوم کو شامل کرنے سے گریز کرنے کی وجہ سے نہ تھا جب کہ انہیں خود بھی اسے بہتر سے بہتر بنانے کا احساس ہے۔ لیکن ان مقاصد کے لیے اگر ان مدارس کی آزادی اور خودمختاری داؤ پر لگادی جاتی تو ان مدارس سے امت کو دنیا کی بھلائی تو کیا ملتی دین اور دینی مقاصد سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جاتے۔ چنانچہ رپورٹ کے سامنے آجانے سے وفاق المدارس اور دیوبند کے اکابر علماء موجودہ اور مستقبل کے خدشات کے پیش نظر مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۹۹ھ ۲۶ جون ۱۹۷۹ء کو اپنی مجلس عاملہ میں اس پروگرام کو مسترد کرکے قرارداد پاس کی جس کے بعد میں مجلس شوری ۳۰ نومبر ۱۹۸۰ء کے اجلاس میں توثیق بھی کردی۔

قومی کمیٹی کی رپورٹ جب صدر پاکستان کو پیش کردی گئی تو اس کے نفاذ کا طریقہ کار وضع کرنے کے لئے صدر محترم نے ایک ذیلی کمیٹی اور پھر تنفیذی کمیٹی کے سپرد کردیا۔ ان کمیٹیوں کے سرکاری ارکان نے مجوزہ رپورٹ کی رہی سہی حیثیت بھی ختم کرنے کی پوری سعی کی اور مدارس کے نصاب اور نظام کی شکل کو بے دست و پا کرنے کے مشورے اور تجاویز پیش کئے۔ میٹنگوں کا یہ سلسلہ جاری رہا اور پچھلے اجلاس میں وزرات تعلیم کے فاضل سیکرٹری کے سامنے آیا انہوں نے اجلاس میں اس کے نفاذ کے لئے ایک مجوزہ خاکہ پیش کرنے کی مہلت مانگی جو انہیں دے دی گئی۔ اب جو ان کا مجوزہ منصوبہ برائے نفاذ ہمارے سامنے آیا جو ۲۲ فروری کو مجوزہ قومی بورڈ کے اجلاس میں زیر غور ہے اس میں ایک طرف تو ہمارے تمام خدشات اور اندیشوں کو قطعی ثابت کردیا اور دوسرے طرف اس نئے منصوبہ کی تجاویز قومی کمیٹی کے اب تک کیے ہوئے سارے کام پر بھی یک لخت پانی پھیر دیا۔ یہ منصوبہ قومی کمیٹی کے مجوزہ قومی بورڈ برائے دینی مدارس کے دائرہ اختیار کو یہ کہہ کر ختم کردیتا ہے کہ حکومت ایک مقتدرہ (اتھارٹی) کی تشکیل دے جو قومی کمیٹی کی سفارشات کا تفصیلی جائزہ لے۔ دوسری طرف یہ مجوزہ منصوبہ مذکورہ قومی بورڈ کو امتحانات وسندات وغیرہ کے معاملہ میں بھی بے بس کردیتا ہے۔ جس کے بالآخر مدارس عربیہ حکومت کی بیوروکریسی اور وزارتوں کے باتنخواہ سرکاری افسروں کے ہاتھ کا کھلونا بن جائیں گے۔

قومی کمیٹی کی رپورٹ میں مدارس کے مروجہ بھاری نصاب ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت ضروری اور کم سے کم مروجہ مضامین شامل کرنے کی کفایت کی گئی تھی۔ مجوزہ منصوبہ نے ان مضامین میں زرعی، تکنیکی، صنعتی اور تجارتی مضامین کا اضافہ بھی ضروری سمجھا، پھر جامع نصابات کی از سرنو ترتیب اور وفاقی حکومت کے منظور شدہ نصابات کا بھی مدارس عربیہ کو پابند بنانا چاہا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر ہمارے اس یقین میں اور پختگی آگئی کہ حکومت کی طرف سے آئے دن بدلتی ہوئی تجاویز، اضافوں اور ترمیمات سے مدارس عربیہ کا اصل مقصد فروغ اشاعت دین، تحفظ قرآن وسنت

اور اشاعت علوم دینیہ مخلص اہل حق علماء کی تیاری باقی نہ رہ سکے گا۔ نہ مدارس عربیہ آئے دن کے بدلتے ہوئے حکومت اور افسروں کے بدلتے ہوئے رجحانات اور مختلف نظریات کے ساتھ اپنی خودمختاری باقی رکھ سکیں گے اس لئے نہ صرف یہ کہ آج کے اس اہم اجلاس میں وفاق المدارس اور مسلک دیوبند کے اکابر اپنی پچھلی قرارداد کی توثیق کرتے ہوئے وزارت تعلیم کے اس مجوزہ خاکہ کو مسترد کرتے ہیں بلکہ دینی تعلیم کی اشاعت میں سرگرم دیگر مکاتب فکر (بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ) کے ارباب مدارس عربیہ سے بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ بھی اس مجوزہ اصلاحات سے قطعی لاتعلقی کا اعلان کر کے دینی تعلیم کی حفاظت کا آزمودہ مروج طریقہ کار برقرار رکھیں گے۔ انشاء اللہ اسی میں دین علماء مدارس دینیہ اور ملک وملت کی فلاح ہوگی۔

اجلاس مجلس عاملہ منعقدہ 11 رجب المرجب 1422ھ مطابق 29 ستمبر 2001ء میں حکومتی ماڈل دینی مدارس کا منصوبہ زیر بحث لایا گیا۔ اس کی جو تفصیلات سامنے آئیں، ان سے واضح ہو گیا کہ اس حکومتی منصوبہ کا مقصد مدارس دینیہ کی حریت فکر وعمل، خودمختاری وآزادی، تدین وتصلب اور خالص دینی مزاج کے مطابق تعلیم وتدریس کو ختم کرنا ہے۔ اس لئے اس منصوبہ میں شرکت کا مطلب اپنے موقف، ہدف بلکہ وجود سے دستبردار ہونا ہے۔

چنانچہ متفقہ طور پر یہ طے ہوا کہ ماڈل مدارس کی مجوزہ اسکیم میں قطعاً شرکت یا تعاون نہیں کریں گے۔ نیز یہ بھی طے ہوا کہ وفاق المدارس سے ملحق کوئی مدرسہ اگر سرکاری بورڈ کے ساتھ الحاق کرے گا تو اس کا الحاق بھی وفاق سے ختم کر دیا جائے گا۔ اسی طرح وفاق سے ملحق مدارس کی کوئی ذمہ دار شخصیت اگر سرکاری بورڈ کی رکنیت قبول کرے تو اس کے مدرسہ کا الحاق بھی وفاق سے ختم کر دیا جائے گا، الا یہ کہ وہ مدرسہ اس شخصیت کو مدرسہ کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دے۔

مدرسہ ایجوکیشن بورڈ اور ماڈل دینی مدارس کے معاملے پر دوبارہ مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 6 جمادی الاولیٰ 1423ھ مطابق 17 جولائی 2002ء میں غور وفکر کیا گیا۔ ماڈل دینی مدارس کے آرڈی ننس کے اجراء کے وقت حکومت کی طرف سے بار بار یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ اس بورڈ کا مقصد صرف مجوزہ ماڈل دینی مدارس کا انتظام ہوگا اور اس کا ان مدارس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا جو اس بورڈ سے الحاق نہ کرنا چاہیں۔ آرڈی ننس کا مقصد نہ تو دینی مدارس کی خودمختاری اور آزادی کو ختم کرنا ہے، نہ ہی کسی مدرسہ یا دارالعلوم پر مجوزہ نصاب مسلط کرنا ہے اور نہ ہی کسی ادارے کو مدرسہ بورڈ کے ساتھ الحاق کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

لیکن ان واضح یقین دہانیوں کے برعکس نہ صرف اسلام آباد کے وفاقی علاقے کے دینی مدارس کو اسی بورڈ سے رجسٹریشن کا پابند بنایا جا رہا ہے بلکہ دفعہ 6 کے تحت اسے تمام مدارس کی رجسٹریشن اور ان کی کارگزاری کے لئے

اصل پالیسی ساز ادارہ قرار دیا گیا۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ دینی مدارس اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے خود پالیسی وضع کرنے کی بجائے اس بورڈ کی بنائی ہوئی پالیسیوں کے تابع ہونگے۔ چنانچہ طے ہوا کہ یہ صورت حال مدارس کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے۔

اتحادالمدارس سے الحاق یا تنظیم فکرولی اللہی سے وابستگی پر الحاق ختم......

مجلس عاملہ اجلاس منعقدہ 3 جمادی الاخریٰ 1421ھ مطابق 4 ستمبر 2000ء میں طے ہوا کہ نام نہاد تنظیم فکرولی اللہی کے نظریات جمہور امت کے موقف کے منافی ہیں۔ اس تنظیم کے خلاف ملک کے متعدد وقیع جامعات کے فتاویٰ آچکے ہیں۔ اب ان کے خلاف شریعت عقائد کے بارے میں کسی قسم کا ابہام نہیں رہا۔ چنانچہ تنظیم فکرولی اللہی سے وابستہ مدارس کا ''وفاق'' سے الحاق ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

اسی اجلاس میں یہ بات زیرغور آئی کہ صوبہ سرحد میں ''اتحادالمدارس'' کے نام سے تنظیم قائم ہوئی ہے۔ جس کی طرف سے مطلوبہ قابلیت کے بغیر مختلف اسناد جاری کی جاتی ہیں۔ وفاق سے ملحق بعض مدارس نے بھی اس تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اس پر فیصلہ کیا گیا کہ ایسے مدارس جو''اتحاد''اور وفاق'' دونوں سے ملحق ہیں وہ اگر آئندہ ''اتحاد'' کے امتحانات میں شریک ہوں تو ''وفاق'' کے لئے نااہل متصور ہونگے۔

اکابرین وفاق کا مدارس کا دورہ......

ملحقہ مدارس کے معیار کو بلند سے بلند تر بنانے کی خاطر حضرات اکابرین نے اپنے اپنے ادوار میں مدارس کے دورے کر کے ان کی راہنمائی فرمائی۔

محرم الحرام 1403ھ میں اکابرین کے سہ رکنی وفد نے پنجاب کے مدارس کا دس روزہ دورہ کیا۔ اس وفد کے سربراہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (اس وقت ناظم اعلیٰ) تھے۔ جبکہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم اس وفد کے ارکان میں شامل تھے۔ ان حضرات نے پنجاب میں 16 اضلاع کے 120 مدارس کا معائنہ کیا اور مدارس کے معیار تعلیم وتربیت کا بنظر غائر جائزہ لے کر حسب ضرورت اصلاح ورہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس وفد نے رپورٹ پر بعض غیر فعال اور ناقص کارکردگی کے حامل مدارس کا ذکر کیا ہے (یہ رپورٹ ماہنامہ وفاق میں شائع ہوچکی ہے)۔

اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ 7 صفر المظفر 1406ھ مطابق 22 اکتوبر 1985ء میں فیصلہ کیا گیا کہ مدارس کی تنظیم میں ربط اور وحدت کے استحکام کی غرض سے مجلس عاملہ کے ذمہ دار اراکین ملک بھر کے دینی مدارس کا دورہ کریں۔

چنانچہ پنجاب کے لئے حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم، حضرت مولانا فیض احمد رحمۃ

اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ پر مشتمل وفد تشکیل دیا گیا۔ صوبہ سرحد کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ پر مشتمل وفد کے دورے کا پروگرام بنایا گیا۔

حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی کی وفات کے بعد حضرت مولانا سلیم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صدر وفاق اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ وفاق منتخب ہوئے۔ اس عرصے میں اندرون سندھ کے علماء کرام نے اپنا الگ وفاق بنانے کا ارادہ کیا۔ جس کے ٹھیڑی میں سندھ کے مدارس کا اجتماع طلب کیا گیا۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن ؒ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت مولانا عبدالسمیع ؒ کو بھیجا۔ انہوں نے حضرت کا پیغام ان علماء تک پہنچایا اور انہیں سمجھایا۔ یوں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن ؒ کی بروقت کارروائی سے الگ وفاق کے قیام کا سد باب ہو گیا۔ اس وقت سندھ کے بیشتر مدارس وفاق سے ملحق نہیں تھے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن ؒ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ پورے سندھ کا دورہ کیا اور انہیں وفاق سے الحاق اور اس کے تحت امتحان دینے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے بلوچستان کے مدارس کا بھی دورہ کیا۔ بلوچستان کے مدارس کا مطالبہ تھا کہ ہمارا امتحان گرمیوں میں لیا جائے۔ چنانچہ انہیں تمام مدارس کے نظم کے ساتھ چلنے اور سب مدارس کے ساتھ امتحان دینے پر آمادہ کیا گیا۔

مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 14 ذیقعدہ 1408ھ مطابق 29 جون 1988ء میں مولانا محمد حسن جان صاحب مدظلہم نے تجویز پیش کی کہ وفاق کے ذمہ دار حضرات وقتاً فوقتاً مدارس کا دورہ کریں اور موقعہ پر مناسب ہدایات جاری کیا کریں خاص طور پر صوبہ سرحد کے امتحان دینے والے مدارس کا ششماہی امتحان سے قریب ایام میں ضرور دورہ کریں اور موقعہ پر حاضری طلباء نوٹ کر لیا کریں۔ تاکہ سالانہ امتحان میں مدارس کی طرف سے ملنی والی فہرست طلبہ میں بے ضابطگی کو دور کیا جا سکے۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے اس کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ دورہ مدارس بہت ہی اہم ہے اور کوشش کریں گے کہ اس سال یہ دورہ ہو جائے۔

وفاق کی ضرورت واہمیت......

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدارس کے باہم اتحاد و یگانگت کے تقاضے بھی بڑھتے چلے گئے۔ چنانچہ اکابرین ہر موقع پر وفاق کی اہمیت وضرورت پر زور دے کر مدارس میں اتحاد و یکجہتی کو اجاگر کیا۔

مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ 3،4 جمادی الاولیٰ 1380ھ مطابق 24،25 اکتوبر 1960ء بمقام جامعہ خیر المدارس ملتان میں صدر وفاق حضرت مولانا شمس الحق افغانی ؒ نے وفاق کی اہمیت اور اسے موثر بنانے کی

ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

یرفع اللّٰہ الذین امنو منکم والذین اوتو العلم درجات واللّٰہ بما تعملون خبیر ۔ اللہ تعالیٰ نے تقسیم ثنائی کر دی ہے۔ مومن اور غیر مومن، یعنی شریف اور رذیل۔ مومن شریف اور غیر مومن رذیل۔ پھر مومن عالم اور مومن غیر عالم۔ پوری انسانیت میں مومن کا مقام بلند ہے اور پوری ملت میں علماء کا مقام۔

جیسا کہ جسم کے فساد و صلاح کا دارو مدار دل پر ہے۔ اسی طرح فساد ملت اور صلاح ملت کا مدار علماء پر ہے۔ پوری ملت کی نجات اور تباہی ان کے ہاتھ میں ہے۔ پھر دنیا کے ہر گوشے میں علماء موجود ہیں۔ مگر یہ فخر نہیں اظہار حقیقت ہے کہ علماء اسلام میں ہندو پاکستان کے علماء کا جو مقام ہے، باقی دنیا کے علماء کو وہ مقام حاصل نہیں۔ علم کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی۔ حق گوئی، خلوص اور للّٰہیت جتنی یہاں زیادہ ہے اور کہیں نہیں، پس پوری ملت اسلامیہ کے علماء بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اہمیت کے بعد موثریت ہے۔ کوئی چیز کس قدر اہم کیوں نہ ہو، جب وہ موثر نہیں تو بے فائدہ ہے۔ خداوند تعالیٰ کے ارشادات، تاریخ، عقل و درایت اور تجربہ کے لحاظ سے علماء بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مگر اثر نہ ہو تو یہ اہمیت بے کار ہے اور اثر تنظیم سے پیدا ہوتا ہے۔ قوت اتحاد سے اور ضعف انتشار سے ہے۔

وحدت اللہ کی صفت ہے اور جہاں صفت وحدت کی تجلی ہوتی ہے وہاں ایک منتشر قوم مظہر وحدت بن جاتی ہے۔ اللہ کی اس صفت وحدت کے طفیل اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

زندہ ہر کثرت ز بند وحدت است   وحدت مسلم ز دین فطرت است

علماء کی اہمیت پہلے ہی سے مسلم ہے، اب موثریت وفاق کے ذریعے پیدا کی جا سکتی ہے۔ کائنات خیر و شر میں اس وقت شر کے عناصر منظم ہو چکے ہیں اور منظم شر کا مقابلہ منظم خیر کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ تنظیم شر کے مقابلے میں اگر خیر اتحاد ہو تو ہم کبھی ہراساں نہیں ہوں گے۔ حق روشنی ہے، روشنی اگر قلیل ہو تو شر کی تاریکی کو شکست دینے کے لئے کافی ہے۔ حضرت تھانویؒ نے ایک مثال دی ہے کہ روشنی چاہے کتنی کم سے کم ہو لیکن ہزاروں گز تاریکی کو شکست دینے کے لئے کافی ہے۔ یہی حال حق و باطل کا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ علماء میں استقلال ہو، اتحاد ہو۔

اس لئے وفاق کی تشکیل وقت کا اہم تقاضا ہے۔ وفاق نے ایک سال کے قلیل عرصہ میں 150 مدراس کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا ہے۔ دین کی راہ میں مشکلات ماضی میں کم تھیں، مگر مستقبل میں زیادہ ہے۔ اس لئے وفاق کی ضرورت بھی اشد ہے۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان کے علماء حق اور مہتممین و متعلقین مدارس عربیہ وقت کی اس اہم ضرورت پر توجہ مبذول فرما کر وفاق کو مضبوط سے مضبوط تر اور زیادہ موثر بنانے میں کوشش فرماویں گے۔ (جاری ہے)